ڈاکٹر محمد ہارون قادر

استاد شعبہ اردو،جی سی یونیورسٹی،لاہور

فورٹ ولیم کالج: تاریخ کے آئینے میں

Dr. Muhammad Haroon Qadir

Depatment of Urdu,G C University, Lahore

Fort William College: In the Mirror of History

British East India Company was established in 1600. It came to India for purpose of trade because India at that point was considered the golden sparrow because of its affluence. By 1774, the company was the undisputed master of all the way to Bengal and wanted to futher expand their influence to administration and governance of the subcontinent as well. The language barrier had been a huge setback for the British, but with the efforts of Lord Wellesley, the Fort William College was established on May 4, 1800 in Calcutta. The foundation of the college was never set for the purpose of benefiting the local people. Rather, the Urdu language and literature became a means to establish British hegemony in the subcontinent. This paper discusses this issue.

ہندوستان اپنے وسائل کے اعتبار سے سونے کی چڑیا قرار دیا جاتا تھا۔اس کثیر آبادی والے ملک میں تجارتی سرگرمیوں کے لئے پرتگال، ولندیز (ہالینڈ)، ڈنمارک، جرمنی، فرانس اور برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے اپنے طور پر سعی کی۔مگر برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کو سازگار ماحول کے میسر آنے اور عسکری قوت کے وسیع اور منظّم ہونے کی بناء پر برتری حاصل ہوئی اور بقیہ تمام یورپی استعماری ممالک ہندوستان میں تجارتی دوڑ میں پسپا ہوکر ہندوستان چھوڑ گئے۔برطانیہ میں لندن کے تاجروں نے ۱۶۰۰ء میں شاہ برطانیہ کی اجازت سے ایک تجارتی جماعت ''ایسٹ انڈیا کمپنی آف برٹش'' کے نام سے قائم کی

اور ۱۶۰۸ء میں کنگ جیمز اوّل کی سفارت پر کیپٹن ہاکنز شہنشاہِ ہند جہانگیر سے ملا اور ہندوستان میں آزادانہ تجارت کی اجازت چاہی جو کہ عطا ہوئی۔ مگر بعدازاں منسوخ بھی کر دی گئی۔ جسے بعد میں برطانوی سفیر سر تھامس نے شہنشاہ جہانگیر سے سورت کی حد تک بحال کروایا۔ یہ اجازت برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی آزادانہ تجارت کے لئے بھرپور ابتداء ثابت ہوئی۔

۱۷۶۵ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے بنگال، بہار اور اُڑیسہ میں مال گزاری کی وصولی کے اختیارات حاصل کر لئے تھے۔ مغل حکومت اپنے زوال کو پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ انگریزوں نے ضلعوں کے امراء نوابوں اور دیگر افراد کو فراخدلی سے قرضے دیئے اور وصولی اس سختی سے کی کہ وہ اپنے علاقے انگریزوں کے سپرد کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ انگریزوں نے بنگال میں اپنی حکومت اور انتظامیہ کا سکہ رائج کیا اور وہ ۱۷۷۴ء تک بنگال کے سیاہ وسفید کے مالک بن چکے تھے۔

''الفریڈ لائل'' (Alfred Loyall) اپنی تصنیف "The Rise and Expansion of the British Dominion" میں رقمطراز ہیں:

> ۱۷۶۰ء کے ہندوستان میں برطانوی مقبوضات کے نقشہ پر نظر ڈالیں تو یہ معلوم ہوگا کہ انگریز مشرق میں بنگال کے کثیر حصے پر پلاسی کی جنگ کے نتیجہ میں عملی طور پر قابض ہو چکے تھے۔ جنوبی ہند کے مشرقی ساحلوں پر وریگاپٹم، کٹک، ایلور، مدراس، ٹوئی کارن اور مغربی ساحلوں پر سورت، بمبئی (ممبئی) اور کوچین ان کے مقبوضات میں شامل تھے۔ (۱)

> ۱۷۶۴ء کی جنگ بکسر Battle of Buxar کے نتیجہ میں شاہ عالم ثانی کی طرف سے وہ بنگال، بہار اور اُڑیسہ کے دیوانی حقوق ۱۲ اگست، ۱۷۶۵ء کو الہ آباد میں حاصل کر چکے تھے۔ (۲)

ڈاکٹر تبسّم کاشمیری رقمطراز ہیں:

> جب ہم ۱۸۰۵ء میں اُنیس برس کی مختصر مدت کے بعد ہندوستان کے نقشہ کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بنگال، بہار اور اُڑیسہ کے استحکام کے بعد کمپنی کے قدم کانپور، آگرہ، متھرا اور دھلی تک بڑھ چکے ہیں۔ درمیان میں صرف اودھ کی ریاست رہ گئی ہے۔ (۳)

ہندوستان مشرقی ساحل پر ''شمالی سرکارز'' (Northern Circars) کے نام سے برطانوی مقبوضات کا ایک سلسلہ اور جنوبی ہند میں بڑھتے ہوئے مقبوضات کمپنی کی طاقت کا ثبوت تھے۔ جہاں ایک طرف ہندوستان اب عسکری، معاشی، سیاسی اور انتظامی طور پر تیزی کے ساتھ زوال پذیر ہو رہا تھا، وہیں دوسری طرف کمپنی اس لحاظ سے مضبوط تر ہوتی چلی جا رہی تھی اور ہندوستان تیزی سے کمپنی کے قبضے میں آ رہا تھا۔

جس وقت برطانوی مقبوضات میں اضافہ ہو رہا تھا اور ہندوستان تیزی سے زوال پذیر ہو رہا تھا اس وقت فارسی ہندوستان کی تمام زبان تھی جسے انگریزوں نے بھی اپنانے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر تبسّم کاشمیری لکھتے ہیں:

> اس دور میں دربار مغلیہ کی زبان فارسی تھی۔ مرہٹے بھی فارسی استعمال کررہے تھے۔ کمپنی نے بھی فارسی کا استعمال شروع کیا۔ وارن ہیسٹنگز کے دور (۱۷۸۵-۱۷۷۲) میں برطانوی حکمرانوں کی دلچسپی فارسی سے زیادہ بڑھی۔ (۴)

انگریزوں نے چونکہ ہندوستان میں وسیع مقبوضات حاصل کر لی تھیں اور اب ان کی توجہ انتظام وانصرام کی طرف یکسر مبذول تھی۔ مگر زبان ایک بہت بڑی رکاوٹ تھی کیونکہ نہ قابض مقامی زبانیں جانتے تھے اور نہ مقامی اپنے مقبوضین کی زبان سے واقف تھے۔ چنانچہ ابتدائی طور پر تو مترجم کی خدمات حاصل کی گئی تھیں مگر یہ کوئی مستقل حل نہ تھا کیونکہ یہ مسلمہ اصول ہے کہ انتظامی سکے کے رائج کرنے کے لئے ضروری ہے کہ فاتح اپنی مقبوضہ قوم کی زبان سے شناسائی حاصل کرے جیسا کہ مرزا محمد عسکری رقمطراز ہیں:

> کوئی قوم تاوقتیکہ مفتوح قوم کی زبان اور رسوم اور روایات تاریخی ومذہبی سے کماحقہٗ بلاواسطہ واقف نہ ہوگی اس پر پورے طور سے حکومت نہیں کر سکتی اور ان سب باتوں کے لئے ضروری تھا کہ حاکم اپنے محکوموں کی زبان سیکھیں۔ (۵)

زبان کی وجہ سے ہندوستان میں انتظامی مشکلات کو مرزا محمد عسکری بیان کرتے ہیں کہ:

> عمال ہندوستان میں اپنے فرائض منصبی محض دیسی زبانوں کے نہ جاننے کی وجہ سے بہت بری طرح سے اَدھورے طریق پر ادا کرتے ہیں۔ (۶)

ولزلی نے کمپنی کے ڈائریکٹران کے لئے کالج کے قیام کے جواز اور مقاصد پر مبنی ایک طویل مضمون تحریر کیا تھا جو ۱۸- اگست ۱۸۰۰ء کو پیش کیا گیا تھا۔ اس مضمون میں کالج کے قیام کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

> مختلف مذاہب کے ماننے والوں، متعدد زبانیں بولنے والوں، مختلف رسوم و روایات کی پابندی کرنے والے لاکھوں لوگوں کو عدل وانصاف فراہم کرنا، مال گزاری کے ایک پیچیدہ اور پھیلے ہوئے نظام کو ان تمام اضلاع میں چلانا جو رقبے میں یورپ کی بعض انتہائی قابل لحاظ حکومتوں کے برابر ہیں اور اس علاقے میں سول نظم ونسق قائم رکھنا جو دنیا کے سب سے زیادہ گنجان آباد اور نزاع پسند علاقوں میں سے ایک ہے۔ یہ ہیں آجکل کمپنی کے سول ملازمین کے ایک بڑے حصے کے فرائض۔ (۷)

ولزلی یہ مسئلہ اُٹھاتا ہے کہ کمپنی کے افسران ان مقاصد کے حصول کے لئے جب برطانوی مقبوضات میں جائیں گے تو انتظامی ڈھانچہ میں ان کا تعلق مختلف شعبوں میں مقامی آبادی سے ہوگا اور مقامی شعبہ جات میں ان کا رابطہ اور ابلاغ جدید ہندوستانی زبانی جانے بغیر ممکن نہیں ہے:

> کسی کلکٹر مال گزاری کے لئے یا اس کے ماتحت ملازم کے لئے ممکن نہیں کہ اپنے فرائض عام عدل وانصاف کے تقاضوں کے ساتھ انجام دے سکے چاہے وہ فرائض مملکت سے تعلق رکھتے ہوں یا عام لوگوں سے، تاوقتیکہ وہ ملک کی زبان سے، طور طریقوں سے اور رسم ورواج سے واقفیت نہ رکھتا ہو اور قانون کے ان اصولوں کو نہ

جانتا ہو جو انصاف کی مختلف عدالتوں میں برتے جاتے تھے۔ (۸)

یہ حالات تھے جن میں ایک انگریز گلکرسٹ ۲۲ سال کی عمر میں کسب معاش کے لئے ۱۷۸۱ء میں بمبئی کے ساحل پر اُترے جہاں سے انہیں سورت بھیجا گیا۔ جہاں وہ ایک سال مقیم رہے۔ پھر ان کا تبادلہ فتح گڑھ ہو گیا اور وہ اپنی پلٹن کے ہمراہ یکم نومبر ۱۷۸۳ء کو فتح گڑھ روانہ ہوئے اور یہاں اپریل ۱۷۸۵ء تک قیام کیا۔ پھر ایک سال کی رخصت لے کر ہندوستانی زبانیں سیکھیں اور دوسرے شہروں کی سیر کرتے ہوئے کلکتہ پہنچے۔ اس دوران انہوں نے داڑھی رکھی، ہندوستانی لباس پہنا تاکہ لوگوں کو ملنے میں آسانی ہو۔ اسی دوران وہ ہندوستانی زبانوں کی گرامر اور لغت تیار کرتے رہے۔ چنانچہ ۱۷۸۶ء میں انگریزی ہندوستانی لغت کا پہلا حصہ شائع کیا۔ اس کے بعد انہوں نے غازی پور میں رہنے کی اجازت طلب کی اور ۱۷۹۵ء تک غازی پور میں ہی قیام کیا۔

ڈاکٹر گلکرسٹ کا مکمل نام جان بورتھوک گلکرسٹ (Dr. John Borthwick Gilchrist) ہے۔ وہ ۱۷۵۹ء میں ایڈنبرا میں پیدا ہوئے اور وہیں جارج ہیرٹ کی درسگاہ سے تعلیم حاصل کر کے پہلے ویسٹ انڈیز گئے۔ پھر ہندوستان وارد ہوئے۔ یہ اُنیسویں صدی کے شروع میں فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے منتظم اعلیٰ تھے۔ نثری اُردو کے مربی کہلائے جانے کے فی الحقیقت مستحق ہیں۔ ان کی انتھک کوششوں سے ملک کی دیسی زبانیں یعنی اُردو مکمل ہو کر سرکاری زبان بننے کے لائق ہوئی اور اس میں اتنی صلاحیت پیدا ہو چکی تھی کہ تھوڑے ہی عرصے میں فارسی کی جگہ وہ سرکاری اور درباری زبان قرار پائی۔ عتیق صدیقی گلکرسٹ کی خوبیوں کا اعتراف اس طرح کرتے ہیں:

> لغت کے علاوہ گلکرسٹ ہندوستانی زبان کے قواعد و لغت پر تحقیق کرتے ہوئے ۱۷۹۸ء تک چار کتابیں شائع کر چکا تھا۔ ان کتابوں کی اشاعت مشرقی زبان دانی کی حیثیت سے اس کی صرف اہمیت نہیں بڑھائی بلکہ سرکاری حلقوں میں ہندوستان سے لے کر انگلستان تک اس کی دھوم مچ گئی تھی اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے ارباب حل وعقد نے اُردو زبان کے معاملے میں لوہا مان لیا تھا۔ (۹)

ڈاکٹر تبسم کاشمیری گلکرسٹ کی علمیت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> فورٹ ولیم کالج کے ہندوستانی پروفیسر کے منصب پر گلکرسٹ کے تقرر کا فیصلہ اس کی گزشتہ علمی خدمات کے اعتراف کے طور پر کیا گیا تھا اور یہ تقرر تھا بھی نہایت موزوں اور اس دور کے ہندوستان میں گلکرسٹ سے بہتر زبان دان کا ملنا امر محال تھا۔ (۱۰)

فورٹ ولیم لج کے قیام سے قبل گلکرسٹ نے کمپنی کی اجازت سے ۱۷۹۹ء میں کلکتہ میں ''اورینٹل سیمیزی'' (Oriental Seminary) کے نام سے ایک اِدارہ قائم کیا تھا جس میں کمپنی کے جونیئر سول ملازمین کو تعلیم دی جانی مقصود تھی۔ آغاز میں یہاں صرف ۲۸ طلباء داخل ہوئے اور افسران کو جو تیس روپے مقامی زبان سیکھنے کے لئے ملتے تھے اب وہ

گلکرسٹ کو ملنے لگے۔ گویا کہ یہ سول افسران کی تربیت گاہ تھی اور ''سول سروس اکیڈمی'' کا درجہ رکھتی تھی۔ جب اس ادارے کے اثرات کو گورنر جنرل لارڈ ولزلی نے دیکھا تو اس نے ۳ جنوری ۱۷۹۱ء کو نوٹیفکیشن کے ذریعے جونیئر ملازمین کی اہلیت کے لئے مقامی زبانوں کی واقفیت کو لازمی شرط قرار دیا اور حکم دیا کہ وہ گلکرسٹ کی اورینٹل سیمینری کے ہندوستانی درس میں شرکت کریں۔ گویا کہ اورینٹل سیمینری کی بطور سول سروس اکیڈمی کی بنیادیں مضبوط و مستحکم ہو رہی تھیں۔

گلکرسٹ کی یہ سیمینری تیزی سے کامیابی کی منزلیں طے کر رہی تھی اور اس نے اُردو کی اہمیت ہندوستان کے انگریز حکمرانوں پر واضح کر دی تھی۔ چنانچہ وارن ہیسٹنگز اور لارڈ ولزلی نے ایسے ہی ایک اِدارے کا جو خواب دیکھا تھا وہ شرمندۂ تعبیر ہوتا نظر آ رہا تھا۔ بقول ڈاکٹر تبسّم کاشمیری:

> گلکرسٹ کا یہ مدرسہ فورٹ ولیم کالج کا ابتدائی ماڈل تھا۔ اس قسم کے تعلیمی اِدارے کو خواب وارن ہیسٹنگز نے بھی دیکھا تھا جسے عملی شکل نہ دی جا سکتی تھی۔ ایک طرح سے یہ اس کے خواب کی تعبیر بھی تھی۔ (۱۱)

ولزلی برطانوی مقبوضات میں تیزی سے اضافے کا بغور مشاہدہ کر رہا تھا اور ایک ایسے اِدارے کے مستقل قیام کا خواب دیکھ رہا تھا جو کہ ان مقبوضات کے لئے تربیت یافتہ افراد کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ ولزلی کی دلچسپی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے:

> اس نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ اس کالج کے لئے ایک بڑے کیمپس کا منصوبہ بھی تیار کر لیا تھا، جس میں تدریسی بلاک، اساتذہ کے کمرے، گرجا گھر، کتاب خانہ اور دوسرے تعلیمی لوازمات شامل تھے۔ ۱۶۔ اگست ۱۸۰۰ء کے طویل نوٹ میں ولزلی کی طرف سے کلکتہ کے علاقے گارڈن ریچ میں کیمپس کی جگہ تجویز کی گئی تھی۔ (۱۲)

ولزلی اور کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے درمیان سوچ کا بہت بڑا اختلاف تھا۔ ولزلی مستقبل کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے اپنے مجوزہ اِدارے کے قیام کا شدت سے حامی تھا اور بورڈ آف گورنرز کے ارکان نہ تو معلم تھے نہ علم کے قدر دان اور نہ ہی وہ ہندستان میں تعلیم و تربیت کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ وہ تو بزنس مین تھے اور خالصتاً وہ سرگرمیاں سرانجام دینے کے خواہاں تھے کہ جن سے کمپنی کو زیادہ سے زیادہ منافع حاصل ہو جبکہ ولزلی نے اپنے خط میں بورڈ آف گورنرز کو یہ یقین دہانی بھی کرائی تھی کہ کالج کے اخراجات کا بوجھ کمپنی پر نہیں پڑے گا جبکہ اس کی آمدنی کے لئے دیگر ذرائع پیدا کر لئے گئے ہیں۔ مگر پھر بھی بورڈ آف گورنرز اس کا مخالف ہی رہا۔ یہی وجہ ہے کہ ولزلی نے کالج کے قیام سے قبل کمپنی سے منظوری لینی ضروری نہ سمجھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کمپنی اسی کی منظوری کھٹائی میں ڈال دے گی جبکہ وہ جلد از جلد اس منصوبہ کی تکمیل چاہتا تھا۔ حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے ولزلی نے کمپنی سے پیشگی منظور حاصل کئے بغیر کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج کے قیام کا حکم نامہ جاری کیا جس کے تحت ۴ مئی ۱۸۰۰ء میں فورٹ ولیم کالج کے قیام کا منصوبہ پایۂ تکمیل تک پہنچا اور اس کا قیام عمل میں آیا۔

اس تاریخ کے قیام کے عمل کو تاریخ ہند سے منسلک کریں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ تاریخ وہ ہے جس دن ایک سال قبل

انگریزوں نے ٹیپو سلطان کو شکست دی تھی۔ اس بارے میں ڈاکٹر ملک حسن اختر رقمطراز ہیں:

> اس کی تاسیس کی تاریخ گورنر جنرل کے ایک خاص حکم کے ذریعے ۴مئی ۱۸۰۰ء بمطابق ۹/۱۰ ذی الحجہ ۱۲۱۴ھ مقرر کی کیونکہ اس دن انگریزوں نے ٹیپو سلطان پر یوم فتح کا پہلا سال منایا تھا۔ اس طرح یہ کالج ہندوستان میں ہماری شکست اور انگریزوں کی فتحیابی کا نشان بن گیا۔ (۱۳)

کالج کی ابتدائی انتظامیہ حسب ذیل تھی:

سربراہ:	گورنر جنرل
سپریم کونسل کے ممبر:	صدر دیوانی عدالت
منتظم اعلیٰ:	(ا) ڈیوڈ براؤن (پرووسٹ اور چرچ آف انگلینڈ کا پادری)
	(ب) کلیڈیس بکانن (وائس پروسٹ)

کالج کی تدریسی جماعت حسب ذیل تھی:

ا۔ عربی زبان اور محمڈن لاء:	لیفٹیننٹ جان بیلی
ب۔ فارسی زبان و ادب:	(۱) لیفٹیننٹ کرنل ولیم کرک پیٹرک
	(۲) فرانسس گلیڈون
	(۳) این. بی، ایڈ مانسٹون
ج۔ ہندوستانی زبان:	جان گلکرسٹ
د۔ یونانی، لاطینی اور انگریزی:	سی۔ بکنن

ر۔ قوانین جو گورنر جنرل و با جلاس کونسل نے ہندوستانمیں انگریزی مقبوضات کے لئے نافذ کئے: جارج ہلارد بارلو کالج کی کونسل کی تفصیل:

ا۔ سیکرٹری:	چارلس روتھمان
ب۔ ممبران:	پرووسٹ، وائس پرووسٹ، مسٹر بارلو،
	این. بی ایڈ مانسٹون
	لیفٹیننٹ کرنل کرک پیٹرک ۱۴؎

تمام مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ گلکرسٹ کا اس کالج میں تقرر مؤرخہ ۱۸۔ ستمبر میں ہوا مگر اس بات سے اختلاف ہے کہ وہ کل کالج کا منتظم اعلیٰ تھا یا صرف ہندوستانی علوم یا اُردو شعبے کا منتظم اعلیٰ تھا۔ ڈاکٹر کاشمیری، گلکرسٹ کو شعبۂ اُردو کا نگران بتاتے ہیں

آ یئے اب ہم اس شخص سے ملتے ہیں جو فورٹ ولیم کالج میں اُردو شعبہ کا نگرانِ اعلیٰ تھا.......یہ ہیں پروفیسر گلکرسٹ۔ (۱۵)

ڈاکٹر ملک حسن اختر بھی گلکرسٹ کو فورٹ ولیم کالج کے اساتذہ کی فہرست میں ہندوستانی زبان کے پروفیسر بتاتے ہیں جبکہ رام بابو سکسینہ نے گلکرسٹ کو کالج کا افسر اعلیٰ بتایا ہے۔

گلکرسٹ کے مفید کاموں کے عمدہ نتائج دیکھ کر ان کو مالی امداد بھی دی اور فورٹ ولیم کالج کا افسر اعلیٰ بھی مقرر کر دیا۔ (۱۷)

یہاں فورٹ ولیم کالج میں لیکچرز کی ابتداء کی تاریخیں بھی اختلاف رکھتی ہیں۔ بقول ڈاکٹر تبسّم کاشمیری:

۱۵۔ نومبر ۱۸۰۰ء وہ تاریخی دن تھا جب صبح نو بجے ہندوستانی زبان کا پہلا لیکچر ہوا۔ (۱۸)

بقول ڈاکٹر حسن اختر:

۲۴۔ نومبر ۱۸۰۰ء کو لیکچروں کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوا۔ (۱۹)

یہاں فورٹ ولیم کالج کے مقاصد میں درج ذیل نکات بھی پیش کئے جا سکتے ہیں۔

ا۔ شہری انتظامیہ کے افسروں کی اعلیٰ درجہ کی تربیت کرنا
ب۔ ہندوستانی کے ساتھ ساتھ مشرقی زبانوں کے علاوہ مروجہ علوم وفنون کی تعلیم
ج۔ خصوصاً اُردو زبان کی ترویج (۲۰)

یہ وہ مقام تھا کہ جہاں ولزلی اور بورڈ آف گورنرز کے درمیان مخالفت اپنے عروج کو پہنچی۔ ولزلی تجارت کے لئے ہندوستانی جہازوں کو استعمال کرنے کا خواہاں تھا مگر بورڈ آف گورنرز اس کے مخالف تھے۔ یہاں سے مخاصمت کا آغاز ہوا تو ولزلی کے کالج کے نظریے کی مخالفت شروع ہوگئی اور ولزلی کے کمپنی سے اجازت لئے بغیر کالج کے قیام کے عمل نے اس جلتی پر تیل کا کام کیا اور کمپنی مختلف حیلے بہانے بنا کر اس کالج کو بند کرنے کے درپے ہوگئی تھا۔ رینکنگ اس اختلاف کو یوں بیان کرتا ہے:

۲۷۔ مارچ ۱۸۰۲ء کو کمپنی کے کورٹ آف ڈائریکٹرز کی طرف سے ولزلی کو یہ اطلاع دی گئی کہ فورٹ ولیم کالج کے بلند خیال منصوبے کو تسلیم کرنے کے باوجود کمپنی موجودہ صورت حال میں اسے جاری رکھنے کی اجازت نہیں دے سکتی کیونکہ کمپنی میں مالیات کا بحران ہے اور کثیر قرضوں کو بوجھ ہے۔ دریں اثناء فورٹ ولیم کالج کو توڑ دیا جائے گا۔ (۲۱)

چونکہ کمپنی کا مالی بحران کا دعویٰ غلط اور بے بنیاد تھا اور دوسرا یہ کہ ولزلی ابھی مقابلے کے لئے تیار تھا تو وہ کھلے لفظوں میں کمپنی کے اس دعویٰ کو مسترد کرتا تھا اور کمپنی کی مالی حالت کو بہتر گردانتا تھا رینکنگ رقمطراز ہے:

ولزلی کورٹ آف ڈائریکٹرز کی آراء سے متفق نہ تھا۔اس کا کہنا تھا کہ ہندوستان میں پر اعتبار سے کمپنی کی مالی حالت بے حد اطمینان بخش تھی اور مستقبل میں کسی شک وشبہ کے بغیر اس میں بہتری کے آثار تھے۔ (۲۲)

مزید برآں یہ کہ ولزلی نے اپنے منصوبے کے تکمیل کے لئے برطانوی حلقوں میں کمپنی کے خلاف پروپیگنڈہ کر کے کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کی۔اس ضمن میں ڈاکٹر تبسّم کاشمیری رقمطراز ہیں:

کمپنی کے ڈائریکٹروں سے جب ولزلی کی شدید کشمکش کا آغاز ہوا تو اس نے اپنی توسیع پسندی کی نوآبادیاتی حکمت عمل کو بہت کامیابی سے لندن کے مؤثر حلقوں تک پہنچا دیا۔اسی حکمت عملی کی بنیاد پر اسے لندنی حلقوں سے امداد حاصل ہوئی۔ (۲۳)

ولزلی اپنے مقاصد میں کامیاب ہوا اور کالج کو بچانے اور استحکام دینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔مگر کمپنی کے ڈائریکٹروں کے مسلسل سازشی رویے سے تنگ آ کر اگست ۱۸۰۵ء میں مستعفی ہو کر لندن واپس چلا گیا اور کمپنی کے ڈائریکٹران کے لئے کالج کو ختم کرنے کی راہ ہموار کر گیا۔مگر اپنے پیچھے وہ ڈائریکٹران پر اتنا دباؤ چھوڑ گیا تھا کہ وہ چاہنے کے باوجود بھی اسے بند نہ کر پائے۔البتہ اس کے درجے میں کمی کر دی تھی اور اسے کالج کی سطح سے ایک عام مدرسے کی سطح تک لے آئے تھے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر تبسّم کاشمیری یوں رقمطراز ہیں:

ولزلی کے جانے کے بعد کمپنی کے ڈائریکٹرز نے اگلے ہی برس فورٹ ولیم کالج کے مقام کو کالج کی سطح سے گرا کر بنگال کے انگریز ملازمین کے معمولی مدرسے کی شکل دے دی۔ (۲۴)

۱۸۰۰ء کا دور ہے اور کالج کے قیام کے بعد گلکرسٹ ہندوستانی شعبہ کے سربراہ کا منصب سنبھال چکا تھا۔ یہاں ایک بہت بڑی قباحت یہ تھی کہ ہندوستان میں اب تک نثر پر کام نہ ہونے کے برابر تھا۔البتہ شاعری بے تحاشا تھی۔مگر اس کو سمجھنے کے لئے ایک ایسا شخص درکار تھا جو کہ اُردو زبان سے مکمل اور گہری واقفیت رکھتا ہو۔لہٰذا نصاب کی شکل درپیش ہوئی۔اس کے دو حل تھے یا تو سابقہ موجود کم و بیش اَدب پر اکتفا کر لیا جائے یا پھر اَدب مرتب کیا جائے تو ڈاکٹر سلیم اختر اپنی کتاب میں گلکرسٹ کا قول نقل کرتے ہیں:

ابھی ہندوستانی نثر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قدر و قیمت یا صحت کے اعتبار سے اس قابل ہو کہ میں اپنے شاگردوں کو پڑھنے کے لئے دے سکوں، کسی ایسی جگہ سے شہد نکالنا میرے بس کی بات نہیں، جہاں مکھیوں کا چھتہ ہی نہ ہو اور یہ بات مجھے اور کونسل دونوں کو خوب معلوم ہے کہ ہندوستانی شاعروں سے صرف وہی طلبہ مستفید ہو سکتے ہیں جن کو زبان پر کلی عبور حاصل ہو۔ایک دو سال بعد جب وہ اس قدر پیدا ہو جائے گی جس کی مجھے توقع ہے تو ہندوستانی شاعروں کی طرف بھی ہم توجہ دیں گے۔فی الحال ان کا خیال کرنا انتہائی بے معنی بات ہوگی۔ (۲۵)

گلکرسٹ نے نصاب مرتب کرنے کے لئے درج ذیل عملہ کو کالج میں بھرتی کیا جن میں سے ہر ایک کو منشی کہا جاتا

تھا۔عملہ کی فہرست ڈاکٹر ملک حسن اختر بیان کرتے ہیں:(۲۶)

	نام	مشاہرہ ماہوار
۱۔	میر بہادر علی حسینی، چیف منشی	مبلغ-/۲۰۰روپیہ
۲۔	ترنی چرن متر، سیکنڈ منشی	مبلغ-/۱۰۰روپیہ

ان کے ماتحت مندرجہ ذیل منشی مبلغ-/۴۰ روپیہ فی کس ماہوار پر مقرر ہوئے:

۱۔	مرتضٰی خان	۲۔	غلام اکبر
۳۔	نصراللہ	۴۔	میر امن
۵۔	غلام اشرف	۶۔	جلال دین
۷۔	محمد صادق	۸۔	رحمت اللہ
۹۔	غلام غوث	۱۰۔	کندن لال
۱۱۔	کاشی راج	۱۲	میر حیدر بخش

اب نثری نصاب سازی کے لئے داستان کو بنیاد بنایا گیا۔داستان کو اس لئے بنیاد بنایا گیا کہ داستان ایک عام فہم صنف اَدب ہے۔تجسس کے پیش نظر ہر طبقہ کے لوگ اس سے دلچسپی رکھتے تھے اور تدریس کے لئے اپنی جمالیات، معاشرتی انسلاک اور اپنی وضع کے لحاظ سے عوام وخواص کے لئے قابل قبول تھی۔جوخصوصاً یہ کہ داستان تہذیب کی عکاس ہوتی ہے۔چنانچہ گلکرسٹ نے داستانوں کے تراجم سلیس اُردو میں کروانے پر کام آغاز کیا کیونکہ اَدبی نثری اصناف میں سے فقط داستان کا وسیع کینوس پوری معاشرت پر محیط ہوتا ہے۔اسی لئے اس صنف میں طالبعلم مناظر کی تفصیلات،مواقع کی جزئیات،ذخیرہ الفاظ اور استعداد آموزش میں اضافے کے ساتھ ساتھ وہ ہندوستانی معاشرت کی کئی صورتوں سے واقفیت بھی حاصل کرتا تھا بلکہ بقول ڈاکٹر سلیم اختر داستانوں میں ضیافتوں یا محافل وغیرہ کے مواقع پر کھانوں، برتنوں اور ملبوسات وغیرہ کی فہرستیں بھی طالبعلم کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کے لئے مرتب کی جاتی تھیں۔نصاب کو مرتب کرنے کا یہ وہ طریقہ تھا جو کہ گلکرسٹ کے جانے کے بعد بھی جاری رہا ہے۔

فورٹ ولیم کالج کی تصانیف:

فورٹ ولیم کالج کے کتنی کتابیں، تصنیف وتالیف یا ترجمہ کیں۔ان کی ابھی تک کوئی حتمی فہرست شائع نہیں ہوسکی۔ ڈاکٹر سلیم اختر اپنی کتاب ''اُردو اَدب کی مختصر تاریخ آغاز تا ۲۰۰۰ء''میں ڈاکٹر سمیع اللہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے کل ۱۴۷ کتب کی فہرست مرتب کی ہے جو کہ فورٹ ولیم کالج نے مرتب کی تھیں۔جن میں سے ۹۴ مطبوعہ اور ۵۳ غیر مطبوعہ ہیں۔لیکن اس فہرست کے مکمل ہونے کا بھی دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔(۲۷)

فورٹ ولیم کالج کی مرتب کردہ کتب میں سے مطبوعہ کتب کی فہرست حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف	سال اشاعت	رسم الخط	کیفیت
۱	مسکین کے مرثیے	میر جعفر	۱۸۰۱ء	اُردو، رومن، ناگری	یہ عبداللہ مسکین کے مرثیے کا نثری ترجمہ ہے۔
۲	ہندی مشقیں (Hindie Exercises)	گلکرسٹ	۱۸۰۲ء	اُردو، رومن، انگریزی	یہ کالج کے نصاب کیلئے تیار کی گئی تھی۔
۳	باغِ اُردو	شیر علی افسوس	۱۸۰۲ء	اُردو	
۴	The Strangers East India Guide to the Hindoostanee	گلکرسٹ	۱۸۰۲ء	رومن	اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۰۸ء میں بھی شائع ہوا۔
۵	Hindoostanee Principles	گلکرسٹ	۱۸۰۲ء	رومن	
۶	مبادیات ہندوستان (Practical Outlines)	گلکرسٹ	۱۸۰۲ء	رومن	اس کی ترتیب میں ترنی چرن بھی شامل تھے۔
۷	Hindu Manual (بیاضِ ہندی)	گلکرسٹ	۱۸۰۲ء	اُردو، رومن، انگریزی	یہ کتاب متعدد منشیوں کے تعاون سے ترتیب دی گئی تھی۔ اس میں باغ و بہار شکنتلا، مرثیہ مسکین، مادھونل کام کندلا، باغِ اُردو وغیرہ کے اقتباسات شامل ہیں۔
۸	Hindee Arabie Mirror	گلکرسٹ	۱۸۰۲ء	رومن، اُردو	یہ ۱۸۰۴ء میں دوبارہ شائع ہوی تھی۔
۹	رسالہ گلکرسٹ	بہادر علی حسینی	۱۸۰۲ء	اُردو	گلکرسٹ کے قواعد کا خلاصہ

۱۰	The Hindee Story Teller (Vol. I) (نقلیات یا نقلیات ہندی)	بہادر علی حسینی اور متعدد منشی	۱۸۰۲ء	رومن، اُردو، ناگری	اسکا دیباچہ اور اختتامیہ گلکرسٹ نے انگریزی میں لکھا ہے۔
۱۱	اخلاقِ ہندی	بہادر علی حسینی	۱۸۰۲ء	ناگری	یہ ۱۸۰۳ء میں اُردو رسم الخط میں بھی شائع ہوئی۔
۱۲	رسالۂ کائنات جو	خلیل علی خاں اشک	۱۸۰۲ء	اُردو	
۱۳	توتا کہانی	حیدر بخش حیدری	۱۸۰۲ء	ناگری	۱۸۰۴ء میں اسے اُردو رسم الخط میں بھی طبع کیا گیا۔
۱۴	ترجمہ پندنامہ منظوم	مظہر علی خاں ولا	۱۸۰۲ء	اُردو	سعدی کی ''پندنامہ'' کا منظوم ترجمہ
۱۵	The Hindu Story Teller (Vol. 2) نقلیات یا نقلیاتِ ہندی	بہادر علی حسینی اور متعدد منشی	۱۸۰۳ء		
۱۶	نثر بینظیر	بہادر علی حسینی	۱۸۰۳ء	اُردو	اسکا دوسرا ایڈیشن ۱۸۶۱ء میں شائع ہوا۔
۱۷	The Oriental Fabulist (نقلیاتِ لقمانی)	متعدد منشی	۱۸۰۳ء	رومن	یہ تارنی چرن کے نام سے منسوب کیجاتی ہے۔
۱۸	گلدستۂ حیدری	حیدر بخش حیدری	۱۸۰۳ء	اُردو	سن ترتیب ۱۸۰۱ء اسمیں ''گلشن ہند'' بھی شامل ہے۔

۱۹	The Hindu Moral Preceptor	گلکرسٹ	۱۸۰۳ء	رومن،اُردو	یہ سعدی کی پند نامہ کا منظوم انگریزی ترجمہ ہے۔گلیڈون کا کیا ہوا پند نامہ کا انگریزی ترجمہ اور وِلا کا منظوم اُردو ترجمہ بھی اسمیں شامل ہے۔
۲۰	The Oriental Linguist (مشرقی زبان داں)	گلکرسٹ	۱۸۰۳ء	رومن	
۲۱	The Anti-Jargonist	گلکرسٹ	۱۸۰۳ء	رومن	۱۸۰۰ء میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا تھا۔
۲۲	باغ و بہار	میر امن	۱۸۰۳ء	اُردو	اسکے دوسرے ایڈیشنز صرف کلکتہ سے ۱۸۰۴ء، ۱۸۰۵ء، ۱۸۳۱ء، ۱۸۲۴ء، ۱۸۴۲ء، ۱۸۴۵ء، ۱۸۵۲ء، ۱۸۶۲ء اور ۱۸۶۳ء میں شائع ہوئے تھے۔
۲۳	قصۂ فیروز شاہ	شیخ محمد بخش	۱۸۰۳ء	اُردو	
۲۴	قصۂ دل آرام و دل بہار	تو تارام	۱۸۰۳ء	اُردو	
۲۵	چندراوتی	سدل مسر	۱۸۰۲ء	ناگری	
۲۶	حسن اختلاط	میر ابوالقاسم	۱۸۰۲ء	اُردو	
۲۷	کلا کام	کندن لعل	۱۸۰۲ء	اُردو	اس کتاب پر مصنف کو سو روپے بطور انعام ملے تھے۔

۲۸	خوان نعمت	سید حمید الدین بہاری	۱۸۰۲ء	اُردو	یہ ''خوان الوان'' (فارسی) کا ترجمہ ہے جو بیس خوانوں پر مشتمل ہے۔ کالج کی کارروائیوں میں اس کا نام ''خوان الوان'' ہی لکھا گیا ہے۔
۲۹	بحری وطبی ہندوستانی لغت	تھامس روبک	۱۸۰۲ء	رومن،اُردو	
۳۰	سری بھاگوت	للولال کوی	۱۸۰۲ء	ناگری	یہ پریم ساگر کا نامکمل ایڈیشن ہے۔
۳۱	ہندوستانی کہاوتیں	ولیم ہنٹر	۱۸۰۲ء	اُردو	
۳۲	ہندوستانی میں مستعمل عربی و فارسی الفاظ کا انتخاب		۱۸۰۲ء	اُردو	
۳۳	داستان امیر حمزہ	خلیل علیخاں اشک	۱۸۰۲ء	اُردو	
۳۴	حکایات متفرقات		۱۸۰۲ء	نامعلوم	
۳۵	مثنوی (میر حسن)	میر حسن	۱۸۰۲ء	اُردو	یہ ۱۸۰۵ء میں دوبارہ شائع ہوئی۔
۳۶	The Hindee Ortoepigrathical Ultimatum (شکنتلا)	کاظم علی جواںؔ	۱۸۰۴ء	رومن	اس کے کچھ حصے ۱۸۰۲ء میں ''ہندی مینوئل'' میں شامل تھے۔ پوری کتاب گلکرسٹ نے رومن خط میں اسی نام سے شائع کی۔ (نوٹ:- ڈاکٹر عبادت بریلوی نے مرتب کر کے لاہور (۱۹۶۴ء) سے شائع کی۔

۳۷	مذہب عشق (گل بکاؤلی)	نہال چند لاہوری	۱۸۰۴ء	اُردو	اس کا چوتھا ایڈیشن غلام اکبر نے مرتب کیا تھا جسے ۱۸۵۱ء میں شائع کیا گیا۔ دوسرا اور تیسرا ایڈیشن افسوس اور روبک کی نظرِ ثانی کے بعد شائع ہوا۔
۳۸	ہدایت الاسلام (پہلی جلد)	امانت اللہ شیدؔا	۱۸۰۴ء	اُردو	
۳۹	A New Theory and Prospectus of Persian Verb	گلکرسٹ	۱۸۰۴ء	رومن	گلکرسٹ نے اس کا پہلا ایڈیشن ۱۸۰۱ء میں نجی طور پر شائع کیا تھا۔
۴۰	آرائش محفل (قصہ حاتم طائی)	حیدر بخش حیدری	۱۸۰۴ء	اُردو	یہ ۱۸۴۵ء، ۱۸۴۷ء، ۱۸۶۳ء اور ۱۸۷۳ء میں بھی شائع ہوئی۔
۴۱	سنگھاسن بتیسی	کاظم علی جواںؔ	۱۸۰۵ء	ناگری	ترجمے میں للو لال نے مدد کی تھی چنانچہ سرورق پر ان کا نام بھی درج تھا لیکن ایف.ای.کی (F.E. Keay) نے صرف للو لال ہی کو اس کا مصنف قرار دیا جو کسی طرح بھی درست نہیں
۴۲	بے تال پچیسی	مظہر علی خاں ولا	۱۸۰۵ء	ناگری، اُردو	اس کی ترتیب میں بھی للو لال نے ولا کی معاونت کی تھی چنانچہ بحیثیت مرتب ان کا نام بھی سرورق پر درج تھا لیکن ایف.ای.کی (F.E. Keay) نے صرف للو لال ہی کو اس کا واحد مصنف قرار دیا

۴۳	خردافروز	حفیظ الدین	۱۸۰۵ء	اُردو	اس کا دوسرا ایڈیشن روبک نے ۱۸۱۵ء میں تصحیح اور مقدمے کے ساتھ شائع کیا۔
۴۴	عہدنامہ جدید	مرزا محمد فطرت	۱۸۰۵ء	اُردو	یہ "The New Testament" کا ترجمہ ہے، جسے ہنٹر نے تصحیح کے بعد شائع کیا تھا۔
۴۵	گنج خوبی یا اخلاق محسنی	میر امن	۱۸۰۵ء	ناگری	دوسرا ایڈیشن اُردو رسم الخط میں بمبئی سے ۱۸۷۵ء میں شائع ہوا۔
۴۶	Dictionary	مارکن نوش	۱۸۰۸ء	رومن، اُردو	
۴۷	آرائش محفل	شیر علی افسوس	۱۸۰۸ء	اُردو	سال تکمیل ۱۸۰۵ء
۴۸	Hidoostanee Dictionary	ولیم ٹیلر	۱۸۰۸ء	رومن	
۴۹	گرامر کے سوالات	م-ن	۱۸۰۸ء	رومن، اُردو	یہ بطور خاص کالج کے نصاب کے پیش نظر لکھی گئی تھی۔
۵۰	Hindoostanee Engligh Dictionary	ولیم ہنٹر	۱۸۰۸ء	رومن، اُردو	
۵۱	دلچسپ کہانیاں	گلیڈون	۱۸۰۸ء	رومن	اسے بعد میں ناگری رسم الخط میں بھی شائع کیا گیا تھا۔
۵۲	راج نیتی	للولال	۱۸۰۹ء	ناگری	
۵۳	بہاری ست سی یا لال چندریکا	للولال	۱۸۰۹ء	ناگری	بہاری ست سی کی تشریح
۵۴	Hindi Persian Vocbulary (ہندی فارسی لفظوں کا ترجمہ)	سدل مسر	۱۸۰۹ء	اُردو، ناگری	اس پر سدل مسر کو پچاس روپے کا انعام ملا تھا۔

۵۵	پریم ساگر	للولال	۱۸۱۰ء	ناگری	اسکے کچھ حصے ۱۸۰۳ء میں سری بھاگوت کے نام سے شائع ہوئے تھے۔
۵۶	The English and Hidoostanee Dictionary with Grammer Prifixed	تھامس روبک	۱۸۱۰ء	رومن	یہ پہلی مرتبہ ۱۸۰۹ء میں ایڈنبرا سے شائع ہوئی تھی۔
۵۷	دیوانِ میر سوزؔ	میر سوزؔ	۱۸۱۰ء	اُردو	
۵۸	لطائف ہندی (بزبان ہندی)	للولال	۱۸۱۰ء	ناگری	
۵۹	لطائف ہندی (بزبان اُردو)	للولال	۱۸۱۰ء	اُردو	
۶۰	صرف اُردو (منظوم)	امانت اللہ شیداؔ	۱۸۱۰ء	اُردو	سال تصنیف ۱۸۰۶ء
۶۱	کلیاتِ سوداؔ کا انتخاب	کاظم علی جواں اور مولوی محمد اسلم	۱۸۱۰ء	اُردو	
۶۲	انتخاب اخوان الصّفا	مولوی اکرام علی	۱۸۱۱ء	اُردو	
۶۳	رام چرت	سدل مسر	۱۸۱۱ء	ناگری	تالیف ۱۸۰۶ء یہ ادھیاتم رامائن کا ترجمہ ہے۔
۶۴	کلیاتِ میرؔ	مرتبہ جواں، ترنی چرن، طپش غلام اکبر اور مولوی محمد اکبر	۱۸۱۱ء	اُردو	یہ ٹیلر کے زیر نگرانی مرتب ہوا تھا۔
۶۵	English and Hindoostanee Naval Dictionary of Technical Words and Phrases	تھامس روبک	۱۸۱۱ء	رومن، اُردو	اُردو ادب کے مؤرخین نے اس کا نام ''لغت جہاز رانی'' لکھا ہے۔

٦٦	خلاصۃ الحساب	تارنی چرن متر	۱۸۱۱ء	اُردو	
٦٧	برج بھاشا کے قواعد	للولال	۱۸۱۱ء	اُردو، ناگری	یہ انڈیا گزٹ پریس میں طبع ہوئی تھی۔
٦٨	کثیر الفواید	للولال	۱۸۱۲ء	اُردو	ہندوستانی، فارسی اور پنجابی گردانیں
٦٩	English and Hidoostanee Exercises	تھامسن روبک	۱۸۱۲ء	رومن، اُردو	دو جلدوں میں
٧٠	ترجمۂ گلستان	لالہ کاشی راج	۱۸۱۲ء	گرمکھی	بزبان پنجابی
٧١	ہندی کہاوتیں		۱۸۱۲ء	اُردو	
٧٢	گل مغفرت	حیدر بخش حیدری	۱۸۱۲ء	اُردو	
٧٣	بارہ ماسا (دستور بند)	کاظم علی جواںؔ	۱۸۱۲ء	اُردو	یہ ۱۸۰۳ء میں مکمل ہو چکی تھی۔
٧٤	A Punjabi Dictionary	لالہ کاشی راج	۱۸۱۲ء	گرمکھی	لفظوں کا تلفظ ناگری میں ہے۔
٧٥	پورش پریکھا	ترنی چرن	۱۸۱۲ء	ناگری	
٧٦	پریم ساگر کی لغت	ولیم پرایس	۱۸۱۴ء	ناگری	
٧٧	کھڑی بولی اور انگلش کی لغت	ولیم پرایس	۱۸۱۴ء	ناگری، رومن	
٧٨	Collection of Oriental Proverbs	تھامسن روبک	۱۸۱٦ء	اُردو	
٧٩	سبھابلاس	للولال	۱۸۱٧ء	ناگری	پرایس نے ۱۸۲۸ء میں اسے دوبارہ مرتب کیا تھا۔
٨٠	Annals of Fort William College	تھامس روبک	۱۸۱۹ء	رومن	
٨١	نیتی کتھا یا حکایت نصیحت آموز (جلد اوّل)	ترنی چرن	۱۸۱۹ء	اُردو	
٨٢	نیتی کتھا یا حکایت نصیحت آموز (جلد دوم)	ترنی چرن	۱۸۲۰ء	اُردو	

۸۳	چھتر سال	للولال	۱۸۲۱ء	ناگری	پرالیس نے اسے دوبارہ مرتب کر کے ۱۸۰۲ء میں شائع کیا تھا۔(سنہ غلط چھپا ہے)
۸۴	افعال فارسی واُردو	تھامس روبک	۱۸۲۴ء	رومن،اُردو	اس کی ترتیب کی ابتداء ہنٹر نے کی تھی۔
۸۵	Hindee English Dictionary	گنگا پرشاد شکل	۱۸۲۶ء	ناگری،رومن	اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۲۷ء میں بھی طبع ہوا تھا۔
۸۶	Hindoostanee Grammer	ڈبلیو ٹیس	۱۸۲۷ء	رومن،اُردو	
۸۷	An Introduction of the Hindoostanee Language	ڈبلیو ٹیس	۱۸۲۷ء	رومن	۱۸۴۱ء اور ۱۸۴۲ء میں بھی اسے شائع کیا گیا۔
۸۸	Hindee and Hindoostanee Selection (دو جلدوں میں)	ولیم پرالیس اور تارنی چرن متر	۱۸۲۷ء	اُردو	
۸۹	چھتر پرکاش	للولال	۱۸۲۹ء	ناگری	اسے ۱۹۰۳ء میں بنارس میں شائع کیا گیا۔
۹۰	Polyglot Munshi	دیوی پرشاد رائے	۱۸۴۱ء	رومن	
۹۱	ہندی مثنوی	للولال	س-ن	ناگری	شعرائے ہندی کی نظموں کا انتخاب۔
۹۲	ہندی اسٹوری کا ترجمہ پنجابی (دو جلدوں میں)	لالہ کاشی راج	س-ن	گرمکھی	سال ترجمہ ۱۸۱۱ء
۹۳	A Persian Dictionary (برہان قاطن)	تھامس روبک	س-ن	اُردو،رومن	
۹۴	A Complete Hindoostanee and English Dictionary	تھامس روبک	س-ن	رومن،اُردو	

حسب ذیل کتابیں کالج کی جانب سے شائع نہیں ہوسکیں لیکن ان میں بعض کتابیں کسی اِدارے کی طرف سے یا ذاتی طور پر شائع ہوچکی ہیں جن کی نشاندہی کیفیت کے خانے میں کردی گئی ہے۔

نمبرشمار	نام کتاب	مؤلف	سال تصنیف	رسم الخط	کیفیت
۱	مہروماہ	حیدربخش حیدری	۱۸۰۰ء	اُردو	
۲	قصہ لیلیٰ مجنوں	حیدربخش حیدی	۱۸۰۱ء	اُردو	
۳	گلشن ہند	مرزاعلی لطفؔ	۱۸۰۱ء	اُردو	اسے انجمن ترقی اُردو ہند حیدر آباد نے پہلی مرتبہ ۱۹۰۵ء میں شائع کیا تھا۔
۴	مادھونل اور کام کندلا	مظہرعلی خاں ولاؔ	۱۸۰۱ء	اُردو	ڈاکٹر عبادت بریلوی نے ۱۹۶۵ء میں اُردو دنیا کراچی سے اسے شائع کردیا ہے۔
۵	ہفت گلشن	مظہرعلی خاں ولاؔ	۱۸۰۱ء	اُردو	اسے بھی عبادت بریلوی نے ۱۹۶۴ء میں کراچی سے شائع کیا ہے۔
۶	بہادر دانش	مرزاجان طپشؔ	۱۸۰۱ء		یہ پہلی مرتبہ ۱۸۳۹ء میں اور دوسری مرتبہ ۱۸۴۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔ لیکن کالج کی طرف سے یہ شائع نہیں ہوئی تھی۔
۷	قصۂ فرعون	محمد بخش	۱۸۰۳ء	اُردو	
۸	جامع القوانین	حیدربخش حیدری	۱۸۰۳ء	اُردو	
۹	باغ سخن	مرزامغل نشاں	۱۸۰۳ء	اُردو	
۱۰	حسن وعشق (گل وہرمز)	غلام حیدرعزتؔ	۱۸۰۳ء	اُردو	
۱۱	بحرعشق یا سیف الملوک	منصورعلی	۱۸۰۳ء	اُردو	
۱۲	کلیات سودا (تین جلدوں میں)	مرتبہ شیرعلی افسوسؔ	۱۸۰۳ء	اُردو	
۱۳	گلشن ہند	باسط خاں	۱۸۰۳ء	اُردو	اس میں ''گل وصنوبر'' بھی شامل ہے۔ چنانچہ کالج کی کارروائیوں میں اس کا نام گل وصنوبر ہی لکھا ہے۔
۱۴	الف لیلہ	شاکرعلی	۱۸۰۳ء	اُردو	

۱۵	تواریخ بنگالہ	غلام اکبر	۱۸۰۳ء	اُردو	
۱۶	تواریخ عالمگیری	محمد عمر	۱۸۰۳ء	اُردو	
۱۷	تواریخ تیموری	تصدق حسین	۱۸۰۳ء	اُردو	
۱۸	تواریخ سلاطین	غلام شاہ بھیک	۱۸۰۳ء	اُردو	
۱۹	قصۂ دل وحسن	غلام شاہ بھیک	۱۸۰۳ء	اُردو	
۲۰	اخلاق النبی	غلام اشرف	۱۸۰۳ء	اُردو	
۲۱	کلیات ولؔی	م-ن	۱۸۰۳ء	اُردو	
۲۲	دو مجلس	شیخ محمد بخش	۱۸۰۳ء	اُردو	
۲۳	درمجالس	غلام سبحان	۱۸۰۳ء	اُردو	
۲۴	مثنوی کلکتہ معہ قصہ بلند اختر	نورخاں	۱۸۰۴ء	اُردو	
۲۵	قصہ رضوان شاہ (نگارخانہ چین)	خلیل علیخاں اشکؔ	۱۸۰۴ء	اُردو	ڈاکٹر عبادت بریلوی نے اسے بھی پاکستان سے شائع کر دیا ہے۔
۲۶	گلزار دانش	حیدر بخش حیدری	۱۸۰۴ء	اُردو	ڈاکٹر عبادت بریلوی نے اسے بھی شائع کردیا ہے۔
۲۷	چشمہ فیض (پندنامہ فریدالدین عطار)	معین الدین فیضؔ	۱۸۰۴ء	اُردو	منظوم
۲۸	ہدایت الاسلام (جلد دوم)	امانت اللہ شیدؔا	۱۸۰۴ء	اُردو	
۲۹	ترجمہ قرآن شریف (۱۵) (دوجلدوں میں)	بہادر علی، شیدا غوث علی، کاظم علی جوؔاں	۱۸۰۴ء	اُردو	اس کے کچھ حصے ۱۸۰۴ء میں طبع ہو چکے تھے لیکن ارباب کالج نے اس کی اشاعت کو مناسب نہ سمجھتے ہوئے طبع شدہ اجزاء ضبط کر لئے۔
۳۰	جامع الاخلاق	امانت اللہ شیدؔا	۱۸۰۵ء	اُردو	غلام اکبر نے اسے دوبارہ مرتب کر کے ۱۸۴۸ء میں کلکتہ سے شائع کیا۔
۳۱	انتخاب سلطانیہ	خلیل علیخاں اشکؔ	۱۸۰۵ء	اُردو	
۳۲	ترجمہ تاریخ شیر شاہی	مظہر علی خان ولؔا	۱۸۰۵ء	اُردو	یہ عباس خاں لکبور سروانی کی فارسی تصنیف ''تحفہ اکبر شاہی'' تیسرے طبقے کا ترجمہ ہے۔

۳۳	تاریخ آشام (آسام)	بہادر علی حسینی	۱۸۰۵ء	اُردو	ولی احمد شہاب الدین طالش کی تاریخ کا ترجمہ
۳۴	تاریخ بہمنی (تاریخ فرشتہ)	کاظم علی جواںؔ	۱۸۰۷ء	اُردو	
۳۵	اقبال نامہ	سید بخشش علی	۱۸۰۹ء	اُردو	
۳۶	افسانہ جان ودل (چہار باغ)	کھیم نارائن رندؔ	۱۸۰۹ء	اُردو	
۳۷	تاریخ نادری	حیدر بخش حیدری	۱۸۰۹ء	اُردو	
۳۸	ہفت پیکر (منظوم)	حیدر بخش حیدری	۱۸۰۹ء	اُردو	
۳۹	گلشن اخلاق	سید علی جعفری	۱۸۰۹ء	اُردو	
۴۰	جہاں گیر شاہی	مظہر علی خاں ولاؔ	۱۸۰۹ء	اُردو	
۴۱	کتاب واقعات اکبر	خلیل علیخاں اشکؔ	۱۸۰۹ء	اُردو	
۴۲	بہار عشق	مولوی نور علی	۱۸۱۰ء	اُردو	یہ نل دمن کا ترجمہ ہے۔
۴۳	منتخب الفوائد	خلیل علیخاں اشک	۱۸۱۱ء	اُردو	
۴۴	دیوان طپش	مرزا جان طپش	۱۸۱۱ء	اُردو	
۴۵	شاہ نامہ ہند (شہنشاہ ہندی)	محمد علی	۱۸۱۱ء	اُردو	یہ توکل بیگ کی فارسی تصنیف ''شمشیر خانی'' کا اُردو ترجمہ ہے۔
۴۶	چار گلشن	بنی نارائن	۱۸۱۱ء	اُردو	ڈاکٹر عبادت بریلوی نے اسے ۱۹۶۹ء میں زیور طباعت سے آراستہ کردیا ہے۔
۴۷	دیوان جہاں	بنی نارائن	۱۸۱۲ء	اُردو	۱۸۵۹ء میں کلیم الدین احمد نے اسے پٹنہ سے شائع کر دیا ہے۔
۴۸	بدیا درپن	مرزائی بیگ	۱۸۱۶ء	ناگری	
۴۹	تفریح طبع	بنی نارائن	۱۸۱۷ء	اُردو	مملوکہ ڈاکٹر حنیف نقوی
۵۰	مادھو بلاس (منظوم)	للولال کوی	۱۸۱۷ء	ناگری	
۵۱	نو بہار	بنی نارائن	۱۸۲۴ء	اُردو	
۵۲	ضرب الامثال	م-ن	س-ن	اُردو	
۵۳	گل بکاؤلی	غلام اکبر	س-ن	اُردو	

اُردو اَدب کے مؤرخین فورٹ ولیم کالج بارے بہت سے سوالات کرتے چلے آئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اُردو اَدب کی تاریخ میں فورٹ ولیم کالج کی کیا اہمیت ہے؟ کیا یہ کالج ہمارے اَدب کے تدریجی ارتقاء کی ایک کڑی ہے؟ یا پھر ہماری اَدبی روایت کے تسلسل پہ حادثاتی طور پر نمودار ہونے والا ایک جزیرہ ہے؟ اور کیا اس کالج کی اسلوبیاتی روایت کے اثرات اُردو نثر پر مرتب ہو سکے تھے یا نہیں؟ اس قسم کے اور بھی بیشمار سوال ہیں جو کالج کے بارے میں گزشتہ دو صدیوں سے مسلسل کئے جاتے رہے ہیں۔ ان سب سوالوں کے جواب میں ہم صرف اس حقیقت کے اظہار پر اکتفا کرتے ہیں کہ فورٹ ولیم کالج کے روپ میں ہماری اَدبی تاریخ کی روایت موجود ہے۔ فورٹ ولیم کالج میں نثر کا تجربہ ہوائی نہیں تھا اور نہ ہی یہ روایت پچھلے دور سے یکسر کٹا ہوا تھا۔ نثر کے اسلوب کا نیا تجربہ جو فورٹ ولیم کالج کی شناخت بن گیا تھا، ۱۸۰۰ء کے آس پاس کی اَدبی فضا، اسلوب، بول چال کے معیار اور ان تبدیلیوں کا مظہر ہے جو تھکی ماندہ اُردو نثر ایک نئی زندگی کے لئے شروع کرنے والی تھی۔ اس دور میں اگرچہ مرصع و مسجع نثر کا اسلوب قبول عام کا درجہ رکھتا تھا اور تہذیبی سطح پر بھی اس اسلوب کو معیار کا درجہ حاصل تھا، مگر اس عہد میں سلیس اسلوب کی ایک دوسری شکل بھی زیرِ سطح پیدا ہو رہی تھی اور یہ زیرِ سطح شکل آہستہ آہستہ اپنا وجود بنانے میں مصروف تھی۔ فورٹ ولیم کالج کے اسلوب کے اس منظر میں اس سادہ و سلیس نثر کے خاموش کردار کا جائزہ لینے کی بھی ضرورت ہے تا کہ اس نثر کے پس منظر میں فورٹ ولیم کالج سے بننے والی روایت کا تعین کیا جا سکے۔

فورٹ ولیم کالج کی شکل میں اُنیسویں صدی کے آغاز میں اُردو نثر کے ان تمام امکانات کو محفوظ کر دیا گیا ہے جو اَدبی منظر کے عقب میں موجود تھے اور صرف دریافت ہونے والے تھے۔

''مہر افروز دلبر''، ''عجائب القصص'' اور ''نو آئین ہندی'' یعنی ''قصہ یوسف ملک وگیتی افروز'' ایسی کتابیں ہیں جو بالترتیب ۱۷۵۲ء، ۹۱-۱۷۹۰ء اور ۹۵-۱۷۹۴ء میں تصنیف ہو چکی تھیں۔ آخری دو کتابیں اُٹھارویں صدی کی آخری دہائی میں لکھی گئی تھیں۔ ان کتابوں کا صاف، سلیس اور ہموار اسلوب اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ فورٹ ولیم کالج کے قریبی عہد میں وہ نثر اپنی شکل بنا چکی تھی جس کے لئے شعبۂ ہندوستانی کا پروفیسر گلکرسٹ بے حد متجسس تھا۔

گلکرسٹ نے ۱۸۰۱ء میں جس اسلوب کی بنیاد رکھی تھی۔ شاہ عالم ثانی نے اس سے دس برس پیشتر اسی قسم کے اسلوب کو بنیاد قرار دے کر ''عجائب القصص'' تصنیف کی تھی۔ شاہ عالم ثانی نے ''عجائب القصص'' میں اپنے نثری منصوبے کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ اس قصے میں کوئی لفظ غیر مانوس اور خلاف روز مرہ محارہ نہ ہوگا۔ عام فہم اور خاص پسند ہوگا۔ لسانی موانست، سلاست اور پر معنی اسلوب کے اسی تصور کے ساتھ فورٹ ولیم کالج میں ایک نئے نثری تجربے کا آغاز کیا گیا تھا۔

شاہ عالم ثانی نے ۹۱-۱۷۹۰ء میں ''عجائب القصص'' کی صورت میں اسلوب کو جو تجربہ کیا تھا، وہ لال قلعہ کی چار دیواری یا صرف گرد و نواح تک ہی محدود نہ تھا۔ اس قسم کے اسلوب کے تجربہ شمالی ہند کے اَدبی منظر نامہ میں ظاہر ہونے لگا تھا۔ مہر چند کھتری لاہوری کی ''نو آئین ہندی'' یا ''قصہ یوسف ملک وگیتی افروز'' اس سلوب کو مزید آگے بڑھاتا ہے۔ اس میں سادگی، سلاست، لسانی موانست اور تہذیبی تجربے کی سطح مزید بلند ہوتی ہے۔

اُٹھارویں صدی کی آخری دہائی میں ''عجائب القصص'' اور ''قصہ ملک محمد و گیتی'' جیسی اہم کتابوں کا وجود اس بات کا ثبوت ہے کہ فورٹ ولیم کالج کی نثر سے پہلے سادہ، سلیس اور قابل فہم اسلوب کی نثر شمالی ہند کے اَدبی تجربہ کا حصہ بن چکی تھی۔ ان داستانوں کی نثر تخلیقی تجربہ کی سطح کو چھو رہی تھی۔ مگر اس نثر کا ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ اس کے نمونے محدود تعداد میں مل سکے ہیں اور دوسرا یہ کہ یہ کتابیں طویل اَدوار تک تاریخ کے اندھیروں میں ان مہربان ہاتھوں کی منتظر رہی ہیں جو زمانوں کی گرد جھاڑ کر ان کو نئی زندگی دوبارہ عطا کریں۔

اُٹھارویں صدی کے اختتامی منظر میں ان نمونوں کی موجودگی فورٹ ولیم کالج کے پس منظر میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ ان حقائق کی موجودگی میں یہ کہنا اب مشکل نہیں ہے کہ فورٹ ولیم کالج کی نثر اور اسلوب اُردو اَدب کے تدریجی ارتقاء کی روایت کا ایک حصہ ہے۔

فورٹ ولیم کالج کی نثری خدمات کے ساتھ کچھ ایسے مفروضات اور تصورات بھی وابستہ ہیں جو کالج کی تاریخی حیثیت کا تعین کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ ان تصورات میں سے ایک عام تصور یہ ہے کہ نثر کی ڈھیر ساری کتابوں کی تالیف، ترجمے یا تصنیف کے بعد بھی ہندوستان میں مدت دراز تک اُردو نثر فورٹ ولیم کالج کی نثر کے ساتھ روایت کا سلسلہ نہ جوڑ سکی۔ یا یہ کہ فورٹ ولیم کالج کی اُردو نثر اجنبی حکمرانوں کی طرح تادیر ہندوستانی روایت کے لئے اجنبی ہی رہی۔ اس نثر کے ساتھ اس دور کے اَدیبوں کا براہِ راست رشتہ قائم نہ ہو سکا۔ اسی لئے فورٹ ولیم کالج کو ''اُردو نثر کا جزیرہ'' کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سے یہ خیال کلکتہ کے غیر ملکی حکمرانوں کی منصوبہ بندی کے تحت پیدا ہونے والی اُردو نثر اپنے عہد سے مربوط نہ ہو سکی۔ کالج سے باہر کی اُردو نثر، اسلوب کی ان تبدیلیوں کا اظہار کرنے سے قاصر رہی کہ جو تبدیلیاں فورٹ ولیم کالج کی حدود کے اندر ہو رہی تھیں، چنانچہ مسئلہ یہ بنا کہ کالج سے باہر کی دنیا میں تبدیلی کا عمل کیوں شروع نہ ہو سکا؟

اس مسئلہ کا ایک رُخ تو یہ ہے کہ کسی بھی معاشرے میں اَدبی تجربے کی دو سطحیں بالعموم دیکھی جا سکتی ہیں۔ پہلی سطح پر تجربہ انفرادی سطح سے متعلق ہوتا ہے، یہ تجربہ فرد کی منفرد سوچ کا نتیجہ سمجھا جا سکتا ہے جس میں اس کی ذات زیادہ سے زیادہ تعلق رکھتی ہے۔ دوسری سطح پر تجربہ کی اجتماعی سطح ملتی ہے جہاں کوئی تجربہ فرد سے پھیلتا ہوا کسی عہد کا مشترکہ تجربہ بن جاتا ہے۔ جہاں مشترکہ تخلیقی اظہار ملتا ہے۔ اب دیکھئے کہ فورٹ ولیم کالج کی نثر کا تجربہ انفرادی نہیں ہے کیونکہ اس میں اس دور کے اَدیبوں کی اپنی ذاتی تخلیقی سعی شامل نہیں ہے۔ فورٹ ولیم کالج میں تجربہ کی ایک تیسری سطح قائم ہوتی ہے اور یہ سطح تجربہ کی منصوبہ بندی سے متعلق ہے۔ کالج کے مخصوص تدریسی ماحول کے ایک خاص دور میں ایک خاص قسم کی نثر کا تجربہ کیا گیا جس کا ہدایت نامہ گلکرسٹ کا مرتب کردہ تھا۔ کالج کے اندر کی دنیا میں یہ تجربہ کامیابی سے کیا گیا۔ کالج سے شائع ہونے والی کتابیں کالج کے اندر ہی رہیں۔ ان گراں قدر قیمت کتابوں کی خرید ہندوستانی معاشرے کی قوت سے بہت بلند تھی اور پھر کتب فروشی کے جدید نظام کی عدم موجودگی میں ان کتب کی اشاعت اور پھیلاؤ کا سلسلہ بھی محدود رہا۔ ان ہی وجوہات کی بناء پر کالج سے باہر کی اُردو نثر مدت تک کالج کے تجربات سے مناسب طور پر آشنا نہ ہو سکی چونکہ فورٹ ولیم کالج کے اسلوب کا تجربہ اجتماعی تجربہ کا حصہ نہ بن

سکا۔ اس لئے اُردو نثر اپنے مخصوص اسالیب کے ساتھ رواں دواں رہی۔ کالج کے تجربہ میں شریک ہونے کے لئے ابھی معاشرتی عمل میں تبدیلیوں کے مراحل طے ہونے باقی تھے اور معاشرے کے اندر ایسی ضروریات کا پیدا ہونا ضروری تھا جو کالج نثری اسلوب کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکیں اور ایسی صورتحال پیدا ہونے میں ابھی عرصہ درکار تھا۔

فورٹ ولیم کالج کی میراث کالج میں پیدا ہونے والا وہ صاف ستھرا، آسان، سلیس اور مانوس قسم کا اسلوب تھا جو کالج کے منشیوں کی سعی پیہم سے پیدا ہوا تھا۔ فورٹ ولیم کالج کی بدولت اُردو اَدب کو باغ و بہار کا زندہ اسلوب ملا جسے خود گلکرسٹ نے ''کلاسیکی لطافت'' کے اسلوب سے تعبیر کیا تھا۔

گلکرسٹ کی کوششوں سے اُردو نثر کا جو اسلوب قائم ہوا، اس سے شاعری کے مقابلہ میں نثر کے منفرد اور جداگانہ اسلوب کا تعین کیا گیا۔ فورٹ ولیم کالج کے اَدیبوں نے اس خاص اسلوبیاتی فضا میں پہلی بار حدِ فاصل کھینچ کر نثر کے اپنے مقاصد کا اعلان کیا۔ اس نثر کی شرط ابلاغ تھا۔ فورٹ ولیم کالج نے اُردو اُردو نثر سے مسجع اور مقفع قسم کے اس اسلوب کے خاتمے کا اعلان بھی کیا جس کی مثال ''نوطرز مرصع'' کی نثر بن گئی تھی۔ ''باغ و بہار'' کے نئے اسلوب نے ''نوطرز مرصع'' کے مثالی اسلوب کی ہمیشہ کے لئے تنسیخ کر دی تھی۔ اُردو نثر کی تاریخ میں یہ ایک انقلابی واقعہ تھا۔

اٹھارویں صدی کے آس پاس اُردو نثر، اس لفظی بے معنویت کے سفر سے تھک ہار جاتی ہے۔ فورٹ ولیم کالج سے اُردو نثر بے معنویت سے معنویت کی طرف مجموعی طور پر اپنا سفر شروع کرتی ہے۔ کالج کا مقصد و منشا خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو، فورٹ ولیم کالج سے معنویت کا یہ خاموش سفر شروع ضرور ہو جاتا ہے۔

فورٹ ولیم کالج نے ہمارے اَدب کے اس کلاسیکی مفروضے کی مکمل طور پر عملی شکل میں تردید کی کہ بول چال کی نثر کتابی نثر بننے کا حق نہیں رکھتی۔ اس مفروضے کی تنسیخ کے ساتھ ہی اُردو نثر کے اسالیب کے لئے وسیع مکانات کی دنیا روشن ہوگئی اور نثر میں نئے تجربات کے لئے زمین ہموار ہوگئی۔ اس سلسلہ میں داستانی اَدب کے بہت سے تراجم نے مستقبل کے لئے داستانی اسلوب کا دروازہ وا کر دیا۔ آنے والے داستان نگاروں کے سامنے باغ و بہار، آرائش محفل اور تو تا کہانی کی اسلوب اور ان کی داخلی فضا ایک نمونہ کی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔

فورٹ ولیم کالج کی میراث میں ترجموں کی ایک بڑی تعداد بھی شامل ہے۔ اُردو اَدب کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ ترجمے کا کام باقاعدہ طور پر شروع ہوا اور بقول پروفیسر وقار عظیم اُردو میں پہلی مرتبہ ایک اُردو میں پہلی مرتبہ ایک وسیع پیمانے پر ایک منظم اور باضابطہ انداز میں تصنیف و تالیف کے مقابلہ میں ترجمے کی اہمیت واضح ہوئی اور ترجموں کی ان منظم مساعی نے اُردو ترجمے کی ایک ایسی روایت کا آغاز کیا، جس سے آگے آنے والوں نے اپنی شمعیں روشن کیں۔ اُردو نثر کی تاریخ میں دوسری زبانوں سے ترجمہ کرنے کی جتنی تحریکیں اُنیسویں صدی اور بیسویں صدی میں شروع کی گئیں ان سب کی زندگی میں فورٹ ولیم کالج کی اس روایت کی دھڑکن سنائی دیتی ہے۔

یہ فورٹ ولیم کالج کی نثر تھی جس نے تخلیقی یا غیر تخلیقی سطح پر اسلوب کے بنیادی سانچے فراہم کئے تھے۔ اگرچہ کالج میں بنیادی کام ترجمہ کا ہوا تھا مگر مترجمین نے اس کام کو نثر کے تخلیقی مقام کا درجہ عطا کرنے کی سعی کی تھی۔ اس کے بعد اسلوبِ نثر میں فورٹ ولیم کالج ہی کی نمونہ سازی کے مطابق مستقبل کے نثری اسلوب استوار ہوتے ہیں۔ دلی کالج (۱۸۲۶ء) کے نثری اسالیب کا ابتدائیہ فورٹ ولیم ہی میں تشکیل دیا گیا تھا۔

حوالہ جات

۱۔ Alfred Lyall, The Rise and Expansion of the British Dominion (Dehli, Oriental Books, 1973) P. 136

۲۔ Philip Lawson,The East India Company(London:Longman,1994) P106

۳۔ تبسّم کاشمیری، ڈاکٹر، اُردو ادب کی مختصر تاریخ ابتداء سے ۱۸۵۷ء تک، لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۳ء، ص: ۴۷۸

۴۔ ایضاً ص: ۴۷۹

۵۔ رام بابو سکسینہ، مترجم محمد عسکری، مرزا، تاریخ اُردو ادب، لاہور: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ص: ۴۲۶

۶۔ ایضاً ص: ۴۲۶

۷۔ نجم الاسلام، ڈاکٹر، فورٹ ولیم کالج، معالعات، حیدر آباد: اِدارۂ اُردو، ۱۹۹۰ء، ص: ۶۵

۸۔ ایضاً ص: ۶۸-۶۷ ۹۔ محمد عتیق صدیقی، گلکرسٹ اور اس کا عہد، دلی: انجمن ترقی اُردو، ۱۹۷۹ء، ص: ۸۵

۱۰۔ تبسّم کاشمیری، ڈاکٹر، اُردو ادب کی مختصر تاریخ ابتداء سے ۱۸۵۷ء تک، ص: ۴۷۵

۱۱۔ ایضاً ص: ۴۸۱

۱۲۔ G.A.S. Ranking, "History of the College of Fort William College" Bengal Past and Present, Vol, VIII. January - June 1911, P. 5

۱۳۔ حسن اختر ملک، ڈاکٹر، تاریخ اُردو ادب، لاہور: ابلاغ، طبع دوم ترمیم شدہ، ۱۹۹۶ء، ص: ۳۱۷

۱۴۔ ایضاً ص: ۳۱۸ ۱۵۔ تبسّم کاشمیری، ڈاکٹر، اُردو ادب کی مختصر تاریخ ابتداء سے ۱۸۵۷ء تک، ص: ۴۷۴

۱۶۔ حسن اختر ملک، ڈاکٹر، تاریخ اُردو ادب، ص: ۳۱۸

۱۷۔ رام بابو سکسینہ، مترجم محمد عسکری، مرزا، تاریخ اُردو ادب، ص: ۴۲۷

۱۸۔ تبسّم کاشمیری، ڈاکٹر، اُردو ادب کی مختصر تاریخ ابتداء سے ۱۸۵۷ء تک، ص: ۴۷۵

۱۹۔ حسن اختر ملک، ڈاکٹر، تاریخ اُردو اَدب، ص:۴۸۵

۲۰۔ تبسّم کاشمیری، ڈاکٹر، اُردو اَدب کی مختصر تاریخ ابتداء سے ۱۸۵۷ء تک، ص:۴۷۱

۲۱۔ G.A.S. Ranking, History of the College of Fort William, P. 23

۲۲۔ Ibib, P. 23 ۲۳۔ تبسّم کاشمیری، ڈاکٹر، اُردو اَدب کی مختصر تاریخ ابتداء سے ۱۸۵۷ء تک، ص:۴۷۳

۲۴۔ ایضاً، ص:۴۸۴

۲۵۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اُردو اَدب کی مختصر ترین تاریخ آغاز تا ۲۰۰۰ء، لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، پچیسواں ایڈیشن، ۲۰۰۳، ص:۲۹۱

۲۶۔ حسن اختر ملک، ڈاکٹر، تاریخ اُردو اَدب، ص:۳۱۹-۳۱۸

۲۷۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اُردو اَدب کی مختصر ترین تاریخ آغاز تا ۲۰۰۰ء، ص:۳۰۱

کتابیات

۱۔ تبسّم کاشمیری، ڈاکٹر، اُردو اَدب کی مختصر تاریخ ابتداء سے ۱۸۵۷ء تک، لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۳

۲۔ حسن اختر ملک، ڈاکٹر، تاریخ اُردو اَدب، لاہور: ابلاغ طبع دوم ترمیم شدہ، ۱۹۹۶

۳۔ رام بابو سکسینہ، مترجم محمد عسکری، مرزا، تاریخ اُردو اَدب، لاہور: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۲۹

۴۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اُردو اَدب کی مختصر ترین تاریخ آغاز تا ۲۰۰۰ء، لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، پچیسواں ایڈیشن نظر ثانی و اضافہ شدہ ۲۰۰۳

۵۔ محمد عتیق صدیقی، گلکرسٹ اور اس کا عہد، دلی: انجمن ترقی اُردو، ۱۹۷۹ء

۶۔ نجم الاسلام، ڈاکٹر، فورٹ ولیم کالج، معالعات، حیدرآباد: اِدارۂ اُردو، ۱۹۹۰ء

۷۔ Alfred Lyall, The Rise and Expansion of the British Dominion, Dehli: Oriental Books, 1973

۸۔ Philip Lawson, The East India Company, London: Longman, 1994

انگریزی جرائد:

۱۔ G.A.S. Ranking, History of the College of Fort William, Bengal: Past and Present, Vol. VIII, January - June, 1911